سوال

(363) غصہ کی حالت میں طلاق دینا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فیصل آباد سے محمد اشرف لکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے شدید غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو کئی بار طلاق کے لفظ کہے لیکن غصے کی بنا پر اسے پتہ نہیں رہا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں البتہ ایسے شواہد ملتے ہیں کہ اس نے کہا'' میں اپنی منکوحہ کو طلاق دیتا ہوں اور کچھ شواہد اس بات پر ہیں کہ اس نے یوں کہا'' میرے گھر سے نکل جا بصوررت دیگر میں طلاق دے دوں گا۔ بہر حال غصہ اس قدر شدید تھا کہ خاوند کو ہوش نہ رہا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور میں کیا کر رہا ہوں براہ کرم ہماری اس الجھن کو دور کریں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

بحالت غصہ میں دی ہوئی طلاق کے واقع ہونے یا نہ ہونے کے متعلق علمائے امت کا اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ غصہ میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کیوں کہ حدیث میں ہے کہ بحالت اغلاق نہ طلاق ہوتی ہے اور نہ ہی غلام کو آزادی ملتی ہے۔ (سنن ابی داؤد الطلاق 2193)

اس حدیث میں آمدہ لفظ''اغلاق'' کا معنی امام احمد بن حنبل سے غضب منقول ہے۔ یعنی بحالت غصہ طلاق دینا اور غلام کو آزاد کرنا شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اغلاق کا یہ معنی کیا فرماتے ہیں کہ ''الاغلاق اظنہ فی الغضب'' ابو داؤد کے بعض نسخوں میں بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے۔ ''باب الطلاق علی غضب''یعنی بحالت غصہ طلاق دینے کا بیان۔ ان حضرات کے نزدیک غصہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق نافذ نہیں ہوتی۔ جب کہ بعض دوسرے علمائے کرام کے ہاں بحالت غصہ دی ہوئی طلاق نافذ ہوجاتی ہے۔ ان کا مؤقف یہ ہے کہ رضا ورغبت اور خوشی سے کوئی بھی طلاق نہیں دیتا بلکہ حالات خراب ہونے پر غصہ میں ہی طلاق دی جاتی ہے۔ اگر غصہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق کا اعتبار نہ کیا جائے تو کوئی بھی طلاق مؤثر نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ہمیشہ طلاق بحالت غصہ میں ہی دی جاتی ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر زرا تفصیل سے گفتگو کی ہے فرماتے ہیں: کہ غصہ کی تین حالتیں ہوتی ہیں۔

1۔ ابتدائی حالت:

یہ وہ حالت ہے جس میں غصہ تو ہوتا ہے۔ لیکن انسان کے ہوش وحواس قائم رہتے ہیں اس حالت میں دی ہوئی طلاق بالاتفاق ہوجاتی ہے۔

2۔ انتہائی حالت:

یہ وہ حالت ہے۔ جس میں شدت غصہ کی وجہ سے انسان کے ہوش وحواس قائم نہیں رہتے اسے کوئی علم نہیں ہوتا کہ میں کیا کہہ رہاہوں یا کیسے کر رہاہوں اس حالت میں دی ہوئی طلاق بالاتفاق نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ ایک جنونی کیفیت ہے اور دیوانگی کی ایک صورت ہے اور مجنون اور دیوانہ مرفوع القلم ہے جیساکہ حدیث میں ہے :''تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیاگیا ہے۔ ان میں سے ایک مجنون بھی ہے۔''(مسندامام احمد : 6/102)

3۔ درمیانی حالت :

یہ وہ حالت ہے کہ غصہ کی وجہ سے عقل بالکل توزائل نہیں ہوتی۔ تاہم یہ غصہ اس کی قوت فکر پر اس حدتک اثرانداز ضرور ہوتا ہے کہ اس دوران کی ہوئی کوتاہی پر بعد میں نادم ہوتا ہے۔''(زادالمعاد : فصل الطلاق فی الاغلاق)

آخری صورت محل ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ودیگر حنابلہ کے نزدیک اس درمیانی حالت میں دی ہوئی طلاق بھی واقعہ نہیں ہوتی۔ ان کی دلیل مذکورہ بالاحدیث میں ہے جبکہ دوسرے اس درمیانی حالت میں دی ہوئی طلاق کونافذخیال کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک مؤخرالذکر علماء کا موقف ہی صحیح ہے۔ کیوں کہ طلاق عموماً غصہ میں دی جاتی ہے۔ اور درمیانی حالت میں غصہ دیوانگی کی حدتک پہنچتا ہے۔ اس حالت میں طلاق دھندہ کو مرفوع القلم قرار دیا جائے۔ لہذا اگر غیظ وغضب اس حدتک پہنچ جائے جو انتہائی حالت میں بیان ہواکہ انسان اپنے آپ سے باہر ہوجائے اوراس کے ہوش وحواس بالکل قائم نہ رہ سکیں۔ یہاں تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہوکہ میرے منہ سے کیا نکلا ہے۔ اور اس کا انجام کیا ہوگا۔ توایسی حالت واقع نہیں ہوگی۔ مگر غصے کی یہ انتہائی حالت شاذونادر ہوتی ہے اور ایسا بہت کم ہوتا ہے۔

اس تفصیل کے پیش نظر جب صورت مسئولہ کے ظاہری الفاظ کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ طلاق دھندہ طلاق دیتے وقت انتہائی غصے کی حالت میں تھا۔ اس حالت میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ لیکن آیا وہ حقیقتاً ایسا ہی تھا یہ توطلاق دینے والا ہی بہتر جانتا ہے۔ لہذا اسے خود سوچنا چاہیے کہ میں طلاق دیتے وقت کس حالت میں تھا حقیقت حال کے خلاف الفاظ تحریر کرکے فتویٰ لے لینے سے حرام شدہ چیز حلال نہیں ہوگی۔ حلال وحرام کے معاملہ میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے اگر واقعی طلاق دھندہ نے غصے کی انتہائی حالت میں طلاق دی ہے۔ اس کے ہوش وحواس قائم نہیں تھے۔ تواس صورت میں سرے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اوراگر غصہ ابتدائی یا درمیانی حالت ہے توطلاق واقع ہوجائے گی۔ بالخصوص جبکہ وہ کئی بار ایسا کرچکا ہے جیساکہ سوال میں زکر ہے تووہ اپنی بیوی سے ہمیشہ کےلئے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ بشرط یہ کہ طلاق دینے کا معاملہ مختلف مواقع میں پیش آیا ہو۔ اب عام حالت میں صلح کی کوئی صورت نہیں ہے اوراگر ایک ہی مجلس میں ایسا ہوا ہے توایک طلاق ہوگی اور عدت کے اندر اندر رجوع ہوسکے گا۔ اگر دودفعہ ایسا ہوا توبھی رجوع کا حق باقی ہے۔ لیکن تیسری دفعہ ایسا کرنے سے رجوع کا حق ختم ہوجاتا ہے۔ (واللہ اعلم)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:375